ہو کر اور ہر بات کو قبول کر لینے کی عادت سے ہماری شخصیت ختم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ہم ایسی فضول اور بے مصرف سوسائٹی میں برابر ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں، جو بجزُ ایسے لوگوں کے خود محفوظ رہ کر دوسروں پر حاوی رہا کرتے ہیں، فی الواقع کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جو استاد اس بات کو اچھی طرح سمجھ کر خود تجربہ حاصل کرنے میں لگا رہے گا تو عام اس سے کہ اس کا مزاج اور اس کی صلاحیت کیسی بھی ہو، اس کی تعلیم محض ایک ڈھرّے کی پابند نہ ہو گی۔ بلکہ وہ طلبہ کی رہ نمائی کا ذریعہ ثابت ہو گی۔

بچوں کی فطرت ہم تب ہی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جب کھیل کود میں ہم ان کو برابر دیکھتے رہیں اور ان کے مزاج کی مختلف کیفیتوں کو بھی دیکھتے بھالتے رہیں۔ اُن پر ہمیں اپنے تعصّبات اور خوف و رجا کا عکس ہر گز نہیں ڈالنا چاہیے اور نہ اپنے خواہشات کے سانچے میں ان کو ڈھالنا چاہیے۔ اگر بچہ کا اندازہ ہم برابر اپنی ذاتی پسند یا ناپسندیدگی سے کیا کریں گے تو جو ربط و ضبط ہمارے اور بچہ کے درمیان رہنا چاہیے یا جو تعلقات بچہ اور دنیا کے مابین ہوں گے، ان میں ہم کافی زحمتیں اور رکاوٹیں ڈال دیں گے بدقسمتی سے اکثر لوگوں کی یہی نیت رہتی ہے کہ بچہ کی ساخت و پرداخت اسی ڈھنگ پر ہو جس سے اس کی اپنی خود بینی اور دُھن پوری ہو۔ ہمیں تو اپنی ملکیت کی ہوس سے اور دوسروں پر قابو حاصل کر لینے سے طرح طرح کی راحت اور آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ یقیناً ایسے طرزِ

عمل کو صحیح ارتباط نہیں بلکہ محض زبردستی کہنا چاہیے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ حصول اقتدار کی دشوار اور پیچیدہ خواہش کی نوعیت کو پہلے سمجھ لیا جائے۔ یہ خواہش مختلف لطیف شکلیں اختیار کر لیتی ہے اور جب اس پر راستی اور نیکی کا رنگ چڑھ جاتا ہے تو اس کے قدم اور جم جاتے ہیں۔ دوسروں کی خدمت بجا لانے کی آرزو، جس کی تہ میں حصول اقتدار کی خواہش چھپی ہوئی ہو اس کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ جہاں قبضہ و تسلط کی نیت ہو، وہاں محبت کی گنجائش کہاں؟ جنھیں ہم اپنے قابو میں رکھنا چاہتے ہیں، کیا ان سے کبھی بھی سچی راہ و رسم رہ سکتی ہے۔ اقتدار حاصل کرنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ دوسروں سے اپنی مطلب برآری کر کے آسودگی حاصل کی جائے۔ جہاں دوسروں سے اپنا کام نکالنا ہے وہاں اُنس و محبت کہاں؟

جب دل میں محبت ہوتی ہے تو کافی لحاظ و خیال صرف بچوں ہی کا نہیں بلکہ سارے بنی نوع انسان کا رہتا ہے۔ جب تک اس مسئلہ کی اہمیت ہمارے دل میں چبھے گی نہیں اور اپنا گہرا اثر نہیں ڈالے گی، تعلیم کی صحیح راہ ہم کبھی نہیں نکال سکتے۔ محض فنی یا اصطلاحی تعلیم کا اثر انجام کار سنگدلی پیدا کرے گا۔ اپنے بچوں کو صحیح اور مناسب تعلیم دینے کے لیے سارے دورِ زندگی کا پورا احساس اور اندازہ ہم میں ہونا چاہیے۔ ہم کیا سوچتے ہیں، کیا کرتے ہیں، اور کیا کہتے ہیں، ان سب کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ انھیں سے ہمارا ماحول بنتا ہے، اور ماحول ہی یا تو بچہ کے لیے سازگار یا خلل انداز ہوتا